فکر و نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمہوریت، مارشل لاء اور اسلام

۱۹۷۳ء کا دستور اور اسلامی دستور

ملک میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات مکمل ہو گئے ہیں، اور عمومی تاثر یہی ہے کہ انتخابات انتہائی منصفانہ اور پرامن ہوئے ہیں ـــــ چنانچہ جہاں تک ان کے منصفانہ ہونے کا تعلق ہے، ہم نے بڑے بڑے جبہ و دستار والوں کے متعلق یہ سنا ہے کہ انہوں نے ووٹروں کو رات کی تنہائیوں میں یہ مشورہ دیا:

"اگر آپ دوسری پارٹی سے ووٹ دینے کی حامی بھر چکے ہیں تو کوئی حرج نہیں، آپ بظاہر ان سے یہی کہتے رہیں کہ ووٹ آپ کو دیں گے، لیکن درپردہ، مہر لگاتے وقت ہمارا انتخابی نشان .... یاد رکھیے گا!"

ـــــ اور یہ تجربہ اکثر لوگوں کو ہوا ہو گا ـــــ علاوہ ازیں دھاندلیوں اور جبر و اکراہ کے کچھ واقعات بھی پڑھنے سننے میں آئے ہیں، اور جن کی بناء پر بعض شہروں میں کشیدگی کی فضا پائی جاتی ہے ـــــ جمہوریوں کے نزدیک شاید یہ باتیں زیادہ اہم نہ ہوں، لیکن یہ بات ضرور ان کے سوچنے کی ہے کہ اگر عدل و انصاف ان کے ہاں اسی کا نام ہے، اور بایں ہمہ انتخابات واقعی منصفانہ ہوتے ہیں، تو بھی اس کا کریڈٹ مارشل لاء حکومت کو جاتا ہے ـــــ پاکستان کی تاریخ میں تین مرتبہ انتخابات منصفانہ ہوئے ہیں، اوّلاً ایوبی دور میں بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات، ثانیاً یحییٰ خاں کے دور کے انتخابات اور ثالثاً حالیہ انتخابات! ـــــ اور تینوں مرتبہ ان منصفانہ انتخابات کا انعقاد مارشل لاء کے ہاتھوں ہوا ہے ـــــ جبکہ جمہوری دور کے ایک ہی مرتبہ کے انتخابات

بننے ملک کی بنیادیں تک ہلا کے رکھ دی تھیں، اور نتیجۃً خود جمہوریت پرستوں کو بھی پھر سے مارشل لاء ہی کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور ہونا پڑا تھا!

—— اور جہاں تک انتخابات کے پُر امن ہونے کا تعلق ہے، تو ان انتخابات کے دوران، انتہائی محتاط اندازے کے مطابق بھی، دس بارہ افراد کا قتل ہو جانا جمہوریوں کے چہرے پر کالک سے کم نہیں! —— کیا یہ بات عجیب نہیں کہ ۷۷ء کا مارشل لاء تو بغیر کسی خون خرابے کے لگا، لیکن جمہوریت نے سب سے پہلا تحفہ ہمیں خونِ ناحق کی صورت میں دیا ہے؟ —— مارشل لاء بہت برا سہی، اور جمہوریت بہت اچھی سہی، لیکن اہلِ فکر و نظر سے ہمارا سوال یہ ہے کہ ان حقائق کی روشنی میں جولائی ۷۷ء کا مارشل لاء اچھا تھا یا فروری ۸۵ء کی جمہوریت؟ —— مصیبت کا احساس اسی وقت ہوتا ہے، جب وُہ اپنے آپ پر آئے —— بحالیٔ جمہوریت پر خوشیاں منانے والے ان انتخابات کی بدولت کسی بیوہ ہو جانے والی عورت، کسی یتیم ہو جانے والے بچے اور کسی مقتول بیٹے کی سسکتی، تڑپتی ممتا سے اس کا حالِ زار پوچھیں تو شاید انہیں کچھ حد تک اس بات کا اندازہ ہو جائے کہ انتخابات انہیں کیا دے گئے ہیں اور ان سے کیا چھین کر لے گئے ہیں!

ادھر صدر صاحب نے بڑے اطمینان سے فرمایا ہے:

"ہم تشدّد کے واقعات کی زیادہ توقع کرتے تھے، مگر خوش قسمتی سے انتخابات پُر امن ہوئے!"

—— اس خوش قسمتی کا اندازہ تو انھیں اس وقت ہو گا، جب کل کو روزِ قیامت وہ اپنے رب کے حضور پیش ہوں گے، اور ان سے یہ پُوچھا جائے گا کہ آپ کے دورِ حکومت میں یہ قتلِ ناحق کس لیے؟ —— اور اگر صدر صاحب یہ کہیں کہ اس بحالیٔ جمہوریت پر جمہوریوں نے انہیں مجبور کیا تھا، تو ساڑھے سات سال کی مدت کچھ کم نہیں ہوتی، آخر ان کو اسلام کی بھی کچھ مجبوری لاحق تھی یا نہیں؟ —— بلکہ وُہ آئے دن عوام سے اس کے وعدے بھی کرتے رہے ہیں —— وُہ اگر چاہتے تو نفاذِ شریعت کے تقاضوں کو کما حقہ پُورا کر کے عوام کو یہ احساس دلا سکتے تھے

کہ جس کے پیچھے تم اب تک بھاگتے رہے ہو، وہ ایک سراب تھا، حقیقی زندگی تو وہ ہے جو آپ تمہیں نصیب ہوئی ہے، اس صورت میں عوام جمہوریت کا نام بھی لینا پسند نہ کرتے اور جمہوریت کے داعی بھی ناچار خاموش ہو جاتے! ——— لیکن یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ چند دن قبل، اسلام کے نام پر عوام سے، صدارت کے لیے مزید پانچ سال کی مدت طلب کرنے والے صدر صاحب، انہی عوام کو یہ خوشخبری سنا رہے ہیں کہ نفاذِ اسلام اب منتخب اسمبلی کی ذمہ داری ہے، جبکہ وہ اطمینان سے صدارت کریں گے! ——— لیکن یہ اطمینان انہیں نصیب نہ ہوگا، اس لیے کہ عوام نے زلیفر نڈم میں ان کے طویل سوال کا جواب "ہاں" میں، ان کی "صدارت برائے صدارت" کے لیے نہیں دیا تھا، بلکہ یہ "ہاں" "صدارت برائے اسلام" کے لیے تھی ——— اور جس کو نظر انداز کر کے اگر انہوں نے ۷۳ء کے آئین میں ترمیمات کے ذریعے صدارت کی کرسی کو مضبوط بنانے کی کوشش کی ہے، تو ان ترمیمات کے چند ہی گھنٹے بعد اس کا شدید ردِ عمل بھی سامنے آ چکا ہے ——— اور اگر جمہوریت نے اپنی "برکتوں" سے عوام کو مزید "مالا مال" کرنا شروع کر دیا تو یہ بحران اور بھی زیادہ شدت اختیار کر لے گا!

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے، تو اسے نہ جمہوریت راس آتی ہے اور نہ مارشل لاء ہی سے اسے یک گونہ پیار ہے، بلکہ اس کا اپنا ایک مخصوص مزاج ہے۔ اور بحمد اللہ ہمیں یہ اطمینان حاصل ہے کہ ہمارا قلم جب بھی اٹھا ہے اسلام کی حمایت میں اٹھا ہے اور دوسروں سے بھی اسلام ہی کی حمایت کی توقع ہمارے لیے پسندیدہ تر ہے ——— سطورِ بالا سے یہ ظاہر ہے کہ جمہوریت کے نزدیک یہ بات کچھ زیادہ اہم نہیں کہ ووٹر اپنا ووٹ بظاہر کسی اور کو دے اور در پردہ کسی اور کو! ——— لیکن اسلام اسے صریحاً منافقت کا نام دیتا ہے اور یہ بات اس کے نزدیک دھوکہ دہی اور کذب کے ذیل میں آتی ہے ——— اسی طرح مارشل لاء کو اگر یہ "اعزاز" حاصل ہوا ہے کہ اس نے منصفانہ انتخابات کروا کر جمہوریت بحال کر دی ہے تو وہ اس پر جتنا فخر چاہے کرے، لیکن نہ مارشل لاء کو اور نہ ہی جمہوریت کو اس بات کی پروا ہے کہ کئی افراد

ان انتخابات کی بھینٹ چڑھا دیے گئے ہیں، جبکہ اسلام اسے فساد فی الارض سے تعبیر کرتا اور، کئی نہیں، بلکہ فردِ واحد کا قتل بھی اس کے نزدیک سب لوگوں کو قتل کر دینے کے مترادف ہے —— ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا !" (المائدۃ : ۳۲)

"اسی (قتلِ ناحق کی) وجہ سے، ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل فرمایا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا (بایں صورت کہ کسی کو) زمین میں فساد کرنے کی سزا دی جائے، تو اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کر دیا!"

ہم نے گذشتہ ماہ حالات و واقعات کی روشنی میں جمہوریت کے ناسور پر نشتر زنی کی تھی، اور ساتھ ہی ساتھ اس خدشہ کا اظہار بھی کیا تھا کہ اگر جمہوریت تشریف لا رہی ہے تو اس کی موجودگی میں اسلام کی توقع عبث ہی ہوگی' اور ملک پھر ایک مرتبہ حقیقی بحران کی زد میں ہے —— چنانچہ حالات و واقعات ہی نے اس بحران کی نشاندہی شروع کر بھی دی ہے —— علمبردارانِ جمہوریت کے نزدیک انتخابات منصفانہ بھی ہوئے اور پُرامن بھی! —— لیکن نتیجہ کیا نکلا ہے؟ —— حکومت کے لیے ۷۳ء کے دستور میں ترمیمات ناگزیر ہیں، لیکن اس دستور کے پجاریوں کے نزدیک یہی ترامیم، اس دستور پر خطِ تنسیخ پھیر دینے کے مترادف ہیں —— حکومت کے نزدیک ان ترامیم کا مقصد صدارت اور وزارتِ عظمیٰ کے اختیارات میں توازن پیدا کرنا ہے، لیکن جمہوریت پرستوں کو ان ترمیمات کے نتیجہ میں وزارتِ عظمیٰ بے اختیار ہوتی نظر آتی ہے —— اخبارات چلا رہے ہیں کہ:

"۷۳ء کا آئین پارلیمانی نہیں رہا، ترمیمات کے بعد اس کی بنیاد ہی ختم ہو چکی ہے!"

اور صدر صاحب کہتے ہیں کہ:

"صدر کی حیثیت میں آئین کا تحفظ کروں گا!"

—— سیاستدانوں کو اصرار ہے کہ:

"اسمبلی میں ارکان کو ان کی خواہش کے مطابق کام کرنے کا موقع نہ ملا تو ملکی سلامتی کو خطرات پیش آسکتے ہیں!" —— اور:

"حالیہ ترامیم سے پاکستان کی سلامتی کو زبردست خطرات درپیش ہیں!"

—— لیکن ادھر سے آواز آتی ہے کہ:

"عوام نے میری پالیسیوں کو گرین سگنل دے دیا ہے!" —— اور:

"ترامیم کا مقصد کسی شخصیت کو فائدہ پہنچانا نہیں، یہ ملکی سلامتی کے لیے کی گئی ہیں!"

ان حالات میں سوچیے کہ کس کی بات مانی جائے اور کس کی تردید کی جائے؟ —— ایک ہی دستور میں ایک ہی قسم کی ترمیمات، ملکی سلامتی کی ضامن بھی ہیں اور ملکی سلامتی کے لیے زبردست خطرات کا باعث بھی! —— کیا "حق و باطل" کا یہی معرکہ، یہی کھینچا تانی کسی نئے بحران کا پیش خیمہ نہیں؟ —— منصفانہ اور پرامن انتخابات کے باوجود یہ دستوری بحران کیوں پیدا ہوا؟ —— صرف اس لیے کہ نہ جمہوریت ہمارے مسائل کا حل ہے اور نہ ۷۳ء کا دستور ہی ہمارا دستور ہے! —— اور جو اصل دستور ہے اسے دستور سمجھا ہی نہیں جا رہا، بلکہ وہ کسی کو یاد ہی نہیں! —— اگر یادداشتیں بالکل ہی جواب نہیں دے گئیں تو یہ وہی دستور ہے، جس کے متعلق چند ماہ قبل صدر صاحب نے فرمایا تھا کہ:

"مسلمانوں کا دستور مرتب و مدوّن ان کے ہاتھوں میں موجود ہے اور وہ ہے قرآنِ مجید!"

—— اور ان ترامیم کے مخالفین کے نزدیک بھی مسلمان ہونے کے ناطے رُوئے زمین پر سب سے مقدس اور سب سے بالاتر دستاویز قرآنِ مجید ہے —— چنانچہ دستور کی جدید تعریف سے اگر انہیں واقفیت حاصل ہے تو انہیں معلوم ہوگا کہ "یہ سب سے بڑھ کر مقدس اور بالاتر دستاویز ہوتی ہے"؟ —— کیا قرآنِ مجید کو مقدس ترین دستاویز تسلیم کرنے والوں سے یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ چند ترمیمات

کی بناء پر انہیں ۷۳ء کے دستور کی منسوخی کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے، لیکن اللہ رب العزت کے بنائے ہوئے دستورِ اسلام، قرآنِ مجید کو انہوں نے کب سے معطل کر رکھا ہے؟۔

اور جو ماہر القادری مرحوم کی زبان میں ان سے یوں فریادی ہے کہ ؎

یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے ۔۔۔ قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں ۔۔۔ ایسے بھی ستایا جاتا ہوں!
کس بزم میں مجھ کو بار نہیں ۔۔۔ کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں ۔۔۔ مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں!

۔۔۔ انسانوں کے بنائے ہوئے آئین کا ماتم کرنے والوں نے یہ سوچا کہ انہوں نے اپنے خالق کے بنائے ہوئے دستور و آئین کو کس خانے میں فٹ کیا ہے؟

اور جو پکار پکار کر ان سے کہہ رہا ہے کہ:

"وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ!"
"وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ!"
"وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ!"[1]

۔۔۔ یہ دستوری بحران پیدا ہی اس لیے ہوا ہے کہ اس دستور کو دستور سمجھا جا رہا ہے، جو بنایا بھی جا سکتا ہے اور بگاڑا بھی جا سکتا ہے! ۔۔۔ اور اس اصل دستور کو دستور سمجھنے سے دانستہ اغماض برتا جا رہا ہے جو نہ بنایا جا سکتا ہے اور نہ بگاڑا جا سکتا ہے ۔۔۔ جو آج سے چودہ صدیاں پیشتر ہمارے اسلاف کو ملا تھا، آج بھی ہمارے پاس من و عن محفوظ ہے اور قیامت تک آنے والے ہمارے ہی اخلاف کی زبانوں پر ایک زیر، زبر اور پیش کی بھی ترمیم کے بغیر جاری اور ساری رہے گا! ۔۔۔ یہ وہ دستور ہے کہ جس کی موجودگی میں، اس جمہوری دور تک (جو بلاشبہ اسلام کا دشمن ہے) کسی بھی مسلمان حکومت کو کسی دوسرے دستور کی ضرورت پیش نہیں آئی ۔۔۔ اور یہ وہ مسلمان حکومتیں ہیں کہ جن کے ایوانوں

---

[1] جس نے منزل من اللہ (قرآنِ مجید کو دستور نہ سمجھتے ہوئے اس) کے مطابق فیصلے نہ کیے تو یہی لوگ کافر ہیں ۔۔۔ یہی لوگ ظالم ہیں اور یہی لوگ فاسق ہیں!" (المائدۃ: ۴۴، ۴۵، ۴۷)

میں چمکنے والے کتاب و سنت کے نور نے یورپ کی آنکھوں کو بھی خیرہ کر کے رکھ دیا تھا! ـــــ یہ وہ دستور ہے کہ جس نے ایک بوڑھی عورت کو، فاروق اعظمؓ ایسے بطلِ جلیل اور مردِ آہن کو بھی مجمعِ عام میں ٹوک دینے کا حوصلہ عطا فرمایا تھا۔ جب آپؓ نے اعلان فرمایا کہ "لوگ حق مہر بہت زیادہ باندھنے لگے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ اس کی تعیین کر دوں!" تو اس بڑھیا نے احتجاج کیا تھا: "عمرؓ، آپ کون ہوتے ہیں حق مہر کی تعیین کرنے والے، جبکہ قرآن مجید نے یہ فرمایا ہے:

"وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا۔!" (النساء: ۲۰)

اس پر فاروقِ اعظمؓ نے فرمایا تھا:

"ایک بڑھیا نے عمرؓ سے جھگڑا کیا اور اس پر غالب آگئی!"

۲۔ ع کے دستور کو دستور تسلیم کرنے والو، تم نے دیکھا کہ جب اس دستورِ اسلام کی بات چھیڑی گئی ہے تو متعین تعبیر والے اس دستور کی ایک ہی آیت کریمہ کے اس ٹکڑے نے تمہاری کتنی گتھیاں سلجھا کر رکھ دی ہیں؟ ـــــ چنانچہ اگر تم بنیادی حقوق کی بات کرو گے، تو تمہیں یہ بنیادی حق مل گیا کہ کتاب و سنت کی دلیل کے ساتھ تم سربراہِ مملکت کو بھی ٹوک سکتے ہو!

ـــــ اگر تمہیں "اسلام میں عورت کے مقام" کی تلاش مقصود ہے، تو تم نے جان لیا کہ اسلام میں ایک بوڑھی عورت بھی خلیفۂ وقت کو برسرِ عام مخاطب ہی نہیں کر سکتی، اپنے حقوق کے لیے اس سے جھگڑ بھی سکتی ہے!

ـــــ اگر تمہیں اسلامی مساوات کا تصور مطلوب ہے، تو تمہیں یہ پتہ چل گیا کہ قانونِ الٰہی میں راعی اور رعایا سب برابر ہیں!

ـــــ اگر تم سربراہِ مملکت کے اختیارات و فرائض کی بات کرنا چاہو گے تو تمہیں یہ راہنمائی مل گئی کہ خلیفۂ وقت کی اطاعت اگرچہ فرض ہے، لیکن بالادستی صرف اللہ کے فرمان کی ہو گی!

ـــــ اگر تمہیں حاکمیتِ اعلیٰ کا صحیح تصور مطلوب ہے تو تم نے اسے پا لیا کہ اسلام میں حاکمیتِ اعلیٰ صرف اللہ رب العزت کی ہے!

——اگر عائلی قوانین کے سلسلہ میں یہ قانون تمہیں مطلوب ہے کہ ایک بیوی کو طلاق دے کر دوسری کو بیاہ لانے کی صورت میں تم اس مطلقہ بیوی سے، حق مہر کے طور پر اسے دی گئی رقم واپس لے سکتے ہو یا نہیں ؛ تو تمہیں یہ معلوم ہو گیا کہ قرآنِ مجید نے اس سے منع فرمایا ہے —— مزید یہ کہ اسلام میں تبدیلئ زوج کی اجازت ہے۔ اسلام میں طلاق کا حق مرد کے پاس ہے —— اسلام نے حق مہر کی تعیین نہیں فرمائی —— اور کوئی سربراہِ مملکت بھی اس کی تعیین کا مجاز نہیں ہے !

——اور اگر تمہیں دستورِ حیات کی تلاش ہے، تو اس واقعہ نے تمہیں یہ بھی بتلا دیا کہ تمہارا دستورِ حیات صرف اور صرف قرآنِ مجید ہے، نہ کہ انسانی ہاتھوں کا بنایا ہوا ۱۹۷۳ء کا دستور —— بخدا ! اگر تم اس دستور کو اپنا دستورِ حیات تسلیم کر لو گے، تو نہ ترامیم کی ضرورت پیش آئے گی نہ کوئی دستوری بحران پیدا ہو گا ! —— نہ صدارت و وزارتِ عظمٰی کے اختیارات کی بحث جنگ و جدل کی صورت اختیار کرے گی اور نہ اسمبلی اپاہج ہو گی ! —— نہ صدر بلیک میل ہو گا اور نہ وزیرِ اعظم —— نہ دستور میں ترامیم سے متعلق یہ تضاد بیانیاں اور مختلف تبصرے تمہیں اغیار کی نظروں میں نکو بنائیں گے اور نہ ہی ملکی سلامتی کو خطرات پیش آئیں گے !

——بلکہ ہمیں تو یقین ہے کہ اس کی بدولت نہ صرف مارشل لاء سے تمہیں نجات مل جائے گی، بلکہ جمہوریت بھی تمہیں عزیز نہ رہے گی !

——لیکن کوئی سوچے بھی، کوئی سمجھے بھی —— کوئی آمادہ تو ہو ! —— اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ —— وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ !

(اکرام اللہ ساجد)

[illegible]

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل ممکن نہ ہو سکے گی !